روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۲۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | اتوار ۴- جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ، ۲۳ فتح ۱۳۶۹ہش، ۲۳ دسمبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۴۰

خدا نُما ہونے کی ضرورت

"امر واقعہ یہی ہے کہ اس وقت مغربی دنیا کو تبدیل کرنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خود ایک دلیل بننے کی ضرورت ہے۔ خود خدا نُما ہونے کی ضرورت ہے۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرّابع) ایّدہُ اللہ)

(الفضل ۳، اکتوبر ۱۹۸۹ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"خدائے تعالیٰ نے یہ بات میرے دل میں ڈالی ہے اور میری فطرت میں رکھ دی ہے کہ جب کوئی دوست مجھ سے جُدا ہونے لگتا ہے۔ مجھے سخت قلق اور درد محسوس ہوتا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ خدا جانے زندگی کا بھروسہ نہیں۔ پھر ملاقات نصیب ہوگی یا نہیں۔ پھر میرے دل میں خیال آجاتا ہے کہ دوسروں کے بھی تو حقوق ہیں۔ بیوی ہے بچّے ہیں اور اَور رشتہ دار ہیں۔ مگر تاہم جو چند روز بھی ہمارے پاس رہتا ہے۔ اس کے جُدا ہونے سے ہماری طبیعت کو صدمہ ضرور ہوتا ہے۔ ہم بچے تھے اب بڑھاپے تک پہنچ گئے ہیں۔ ہم نے تجربہ کرکے دیکھا ہے کہ انسان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔ بجز اس کے کہ انسان خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرلے۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۷۱)

"جو خدا کے بندے ہوتے ہیں ان میں خوشبو اور برکت ہوتی ہے۔ فریب اور مکر سے ان کو کوئی غرض نہیں ہوتی۔ جیسے آفتاب اُسے چمکتا ہوا نظر آتا ہے ایسے ہی دُور سے اس کی چمک دکھائی دیتی ہے اور دنیا میں اصل چمک انہیں کی ہے۔ یہ آفتاب اور قمر وغیرہ تو صرف نمونہ ہیں۔ ان کی چمک دائمی نہیں ہے کیونکہ یہ غروب ہو جاتے ہیں لیکن وہ غروب نہیں ہوتے۔ جس کو خدا اور رسول کی محبّت کا شوق ہے اور ان کے خلاف کو پسند نہیں کرتا اور عفونت اور بدبُو کو محسوس کرنے کا اس میں مادہ ہو وہ فوراً سمجھ جائے گا کہ یہ طریق (دینِ حق۔ ناقل) سے بہت بعید ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۶۴)

حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کچھ عرصہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھے۔ اب آپ واپس ربوہ تشریف لا چکے ہیں۔ احباب محترم مولوی صاحب سے خط و کتابت ربوہ کے پتہ پر کریں۔

روس اور مشرقی یورپ کے ممالک کے لئے وقف عارضی سکیم میں شرکت کریں

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے ممالک کے لئے وقف عارضی کی سکیم جاری فرمائی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ایسے افراد جو چند دنوں سے لے کر چند ہفتوں یا مہینوں تک کا وقت نکال سکتے ہوں اور اس مقصد کے لئے اخراجات برداشت کر سکتے ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت سکیم میں حصہ لیں اور حضور ایدہ اللہ کے ارشاد پر لبیک کہیں۔ اس سکیم میں خود یا اپنے دوستوں یا اپنے اہل خانہ کے ہمراہ حصہ لے سکتے ہیں اور سال میں کسی بھی وقت خود کو پیش کر سکتے ہیں۔

بیویوں سے نیک سلوک کی ایک اہم صُورت

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہترین ہے اور مَیں تم میں سے اپنے اہل کے لئے بہترین ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ بیویوں کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ جو تم کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ۔ جو تم پہنو انہیں بھی پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو۔ بُرا نہ کہو۔ گھر کے سوا کہیں اور ان سے قطع تعلقی نہ کرو۔ جہاں مارنے کا ذکر ہے اس سلسلے میں آئندہ بات کرونگا۔ اس موقعہ پر مَیں نے یہ حدیث اس لئے اختیار کی ہے کہ اس میں آخری فقرہ بہت ہی زیادہ توجّہ کا مستحق ہے۔ یہ تو آپ نے بسا اوقات سُنا ہے کہ جیسا معاملہ خود اپنے ساتھ کرو ویسا ہی دوسرے سے بھی کرو یعنی انسان کو چاہیئے کہ صرف بیویوں سے ہی نہیں بلکہ دوستوں سے بھی اور غیروں سے بھی ویسا ہی سلوک کرے جیسا سلوک وہ اپنے لئے چاہتا ہے (—) تعلیم تو یہاں تک سکھاتی ہے کہ جو خود کھاؤ غلام کو بھی کھلاؤ۔ جو خود پہنو غلام کو بھی پہناؤ اور اپنی بیوی سے حُسنِ سلوک کے معاملہ میں یہ بات تو ایک روزمرّہ کا معمول ہے لیکن حدیث کا یہ فقرہ ایک بہت غیر معمولی فقرہ ہے۔ اس پر توجہ کی ضرورت ہے کہ اگر تم بیوی سے قطع تعلق کرو تو گھر میں کرو باہر نہ کرو۔ اس میں عورت کی عزت و شرف کے قیام کے لئے ایک بہت ہی اہم تعلیم دی گئی ہے۔ بعض مرد اپنی بیویوں کی رشتہ داروں کے سامنے یا غیروں کے سامنے بے عزتی کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم نے ہمیں اجازت دی ہے کہ ان پر سختی کرو۔ قرآن کریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کون سمجھ سکتا تھا۔ کیونکہ آپ پر ہی یہ کلام نازل ہوا۔ قرآن کریم بعض صورتوں میں عورتوں سے قطع تعلقی کی اجازت بھی دیتا ہے۔ جیسے سوشل بائیکاٹ ہوتا ہے۔ مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم لوگوں کے سامنے بھی اس

باقی صـ۴ پر

نادار اور یتیم بچّوں کی تعلیم کے لئے شعبہ امداد طلبہ کے لئے عطایا

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے مستحق، نادار اور یتیم طلبہ و طالبات کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ مشروط بآمد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں۔ جماعت کے صاحبِ حیثیت اور مخیّر احباب سے گذارش ہے کہ وہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہِ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلبہ بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم)

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۲۳۔ فتح ۱۳۶۹ ہش ۲۳۔ دسمبر ۱۹۹۰ء

مشعلِ راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ـ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے ـ فرماتے ہیں:

۱۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم پاک نہیں ہو سکتے جب تک کہ مَیں کسی کو پاک نہ کروں۔ تم اندھے ہو مگر جسے میں آنکھیں دوں۔ تم مُردے ہو مگر جسے مَیں زندگی عطا کروں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ دعا میں لگا رہے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سچی تڑپ اور سچی خواہش پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی پیاس دل میں پیدا کرے۔

۲۔ دانشمند انسان وہ ہے جو بَلا آنے سے پہلے بَلا سے بچنے کا سامان کرے۔ جب بَلا نازل ہو جاتی ہے تو اس وقت نہ سائنس کام دیتی ہے اور نہ دَولت۔ دوست بھی اس وقت تک ہیں جب تک صحت ہے۔ پھر تو پانی دینے کے لئے بھی کوئی نہیں ملتا آفات بہت ہیں۔

۳۔ انسان کا دل دنیا کی محبت کی گرمی کی وجہ سے آخرت سے بے فکری و سرد مہری اختیار کر لیتا ہے۔ غافل انسان ایسا نادان ہے کہ اگر اس کو خدا سے پروانہ بھی آ جاوے کہ تمہیں بہشت ملے گا۔ آرام ہوگا اور طرح طرح کے باغ اور نہریں عطا کی جائیں گی تمہیں اجازت ہے اور تمہاری اپنی خواہش اور خوشی پر منحصر ہے کہ چاہو تو ہمارے پاس آ جاؤ اور چاہو تو دنیا میں ہی رہو۔ تو یاد رکھو کہ بہت سے لوگ ایسے ہونگے کہ وہ اسی دنیا کے گذارہ ہی کو پسند کریں گے اور باوجود طرح طرح کی تلخیوں اور مشکلات کے اسی دنیا سے محبت کریں گے۔

۴۔ تم ذاتی محبت خرید و اور اپنے اندر وہ قلق وہ سوزش وہ گداز وہ رقّت پیدا کرو جو ایک عاشقِ صادق کے اندر ہوتی ہے۔ دیکھو کمزور ایمان جو طمع یا خوف کے سہارے پر کھڑا ہو وہ کام نہیں آتا۔

۵۔ ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعائت اسباب بھی ضروری ہے۔ کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعائت کو چاہتی ہے۔ لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ ان کو خدا کا شریک بنا دے۔ بلکہ ان کو بطور خادم سمجھے۔

۶۔ کبھی کبھی ضرور اپنی زبان میں دعا کیا کرو اور بہترین دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دعا ہے۔

۷۔ اس بات کو بخوبی یاد رکھو کہ گناہ ایسا زہر ہے جس کے کھانے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے اور نہ صرف ہلاک ہی ہوتا ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے سے رہ جاتا ہے۔

وہ تم سے بڑھ کے ہے چالاک جس نے جیب کاٹی ہے
بھلا اپنے سے کمتر سے بھی کوئی مار کھاتا ہے
کسی کا ایک پہلو ہے کسی کا دوسرا پہلو
کوئی دائیں گراتا ہے کوئی بائیں گراتا ہے

ابوالاقبال

○

زمیں کا زخم بھی اب بھر رہا ہے
نہ دِلّی ہے نہ امرتسر رہا ہے

رہا ہے تو ہمارے قتل کے بعد
ہمارا ذِکر ہی اکثر رہا ہے

یہ کمرہ جس سے خوشبو آ رہی ہے
ہمارے یار کا دفتر رہا ہے

حقیقت سامنے حیراں کھڑی ہے
وہ تصویروں سے جھگڑا کر رہا ہے

پگھلنے کی اسے فرصت نہیں ہے
یہ پتھّر عُمر بھر پتھّر رہا ہے

کسی کو اب شکایت ہے نہ شِکوہ
ہم اپنے گھر وہ اپنے گھر رہا ہے

اسے معلوم ہے ردّی کا بھاؤ
وہ اخباروں کا سوداگر رہا ہے

یہ آنسو جس کو آنسو کہہ رہے ہو
یہی تو آنکھ کا زیور رہا ہے

یہ پیاسوں کی اذیّت کا ہے مَحرم
یہ صحراؤں سے ہم بستر رہا ہے

صدی کے سَر پہ اُبھرا ہے جو ڈھل کر
یہ چہرہ آنسوؤں سے تَر رہا ہے

محبّت ہو گئی ہے تجھ سے مضطرؔ
تُو کس محبُوب کا نوکر رہا ہے

چوہدری محمد علی

○

شذرات

نون ۔ سین

کویت سے آنیوالے

ایسے حالات میں صحیح اندازے لگانا تو مشکل ہوتا ہے۔ لیکن کسی نہ کسی حد تک جو بات کہی جاتی ہے اسے درست ماننا پڑتا ہے۔ عراق نے جب سے کویت پر قبضہ کیا ہے وہاں سے غیر ملکی لوگوں کو اپنے اپنے وطن جانا پڑا ہے۔ پاکستان میں بھی ہزاروں لوگ واپس آئے ہیں اور ہر وہ شخص جو وہاں سے واپس اپنے وطن گیا ہے جو کچھ اس کے پاس تھا اسے وہیں چھوڑنا پڑا اور یوں کہیئے کہ خالی ہاتھ اپنے وطن پہنچا۔ سنا گیا ہے کہ گاڑیاں بھی کویتی نمبر رکھنے کی وجہ سے کویت سے باہر نہیں جانے دی گئیں۔ انکے مالکوں سے کہا گیا کہ وہ عراقی نمبر پلیٹ لگوائیں تو پھر انہیں گاڑیاں باہر لے جانے کی اجازت دی جائے گی۔ اور چونکہ یہ ایک مشکل مرحلہ تھا اس لئے بہت سے لوگ گاڑیاں بھی وہیں چھوڑ کر کویت سے باہر آگئے۔ جو لوگ پاکستان آئے ہیں انکا موٹا اندازہ یہ ہے کہ ۲۷ ارب روپے مالیت کا سامان اور بنک ڈیپازٹ وہاں رہ گئے ہیں۔ یہ خاصی بڑی رقم ہے لیکن پاکستانی جو واپس آئے ہیں ان کی تعداد بھی تو خاصی زیادہ ہے۔ ان کی رقوم بنک میں جمع تھیں ان کے گھروں میں خاصا ساز و سامان تھا اور جو لوگ بزنس کرتے تھے انکے بزنس بھی خاصے چلے ہوئے تھے اسی لئے یہ ساری چیزیں ملاکر نقصان کا اندازہ ۲۷ ارب روپے لگایا گیا ہے پاکستان میں ایک پرائیویٹ تنظیم پاکستانی ویلفیر ایسوسی ایشن باہر جانے والوں کا خیال رکھنے کے لئے کچھ عرصے سے قائم ہے۔ اب یہ تنظیم ان لوگوں کا بھی خیال رکھتی ہے جو باہر سے واپس آئے ہیں۔ اس تنظیم نے بتایا ہے کہ اب تک ۴۵ ہزار پاکستانی کویت سے واپس آچکے ہیں اور ان میں سے ہر شخص ۱۵ لاکھ روپے کا نقصان برداشت کر کے آیا ہے۔ یہ تو ضروری نہیں کہ ہر شخص ۱۵ لاکھ کا ہی نقصان برداشت کر کے آیا ہو۔ لیکن یہ بات درست ہو سکتی ہے کہ اوسطاً ہر شخص کا حصہ ۱۵ لاکھ ہی بنتا ہو۔ اس تنظیم کے ایک نمائندے نے یہ بھی بتایا ہے کہ پاکستان واپس آنے والے تمام دوست عالمی عدالت انصاف کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ انکا مطالبہ یہ ہے کہ یہ عدالت انہیں عراق سے یہ رقم دلوائے جہاں تک ان کے لئے پاکستان میں کچھ کئے جانے کا سوال ہے تو آہستہ آہستہ حکومت اور نجی ادارے کچھ نہ کچھ کرتے رہیں گے۔ فی الحال ایک ہاؤسنگ سکیم تیار کی جارہی ہے جس کا نام سابق امیر کویت کے نام پر رکھا جائیگا اسی طرح کچھ سکول کھولے جارہے ہیں اور صنعتیں اور تجارتی مراکز بھی۔ اس نمائندے نے حکومت کی توجہ اس بات کی طرف دلائی ہے کہ یہ ۴۵ ہزار افراد جواب بے کس اور بے بس ہو کر رہ گئے ہیں ان کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جن کے پاس نہ کوئی مکان ہے اور نہ کوئی کام خدا جانے یہ بات کہاں تک درست ہے کہ پاکستانی بنک ان لوگوں کے بنک ڈرافٹ وصول نہیں کر رہے اگرچہ یہ بنک ڈرافٹ عراق کے کویت پر قبضے سے پہلے کے بھی بھیجے ہوئے ہوں یعنی وہ بنک ڈرافٹ بھی جو ۲ اگست سے پہلے بھیجے گئے تھے وہ یہاں کے بنک وصول نہیں کر رہے یعنی انکی رقمیں ادا نہیں کر رہے۔ یہ بات بھی اس تنظیم کے ایک نمائندے نے ہی بتائی ہے ہو سکتا ہے درست ہو اور ہو سکتا ہے کہ کسی غلط فہمی کی بنا پر یہ بات کہی گئی ہو۔

امریکہ میں لابی

امریکہ سنٹر لاہور میں گذشتہ روز تقریر کرتے ہوئے مسٹر جارج موزر جو امریکہ عرب ایسوسی ایشن کے صدر ہیں اور امریکہ میں لابی کا کام کرتے ہیں۔ نے کہا کہ چونکہ مسلمان امریکی زندگی میں پوری طرح داخل نہیں ہوئے اسلئے ان کے متعلق تاثر یہ ہے کہ وہ مثبت کی بجائے منفی سمجھے جاتے ہیں۔ موضوع گفتگو امریکہ میں اسرائیلی اور بھارتی لابی تھا انہوں نے کہا کہ امریکی پبلک یہ محسوس کرتی ہے کہ اسلامی دنیا ان کے مخالف ہے۔ جہاں تک لابی کرنے کا سوال ہے خاص طور پر امریکہ میں مسٹر موزر نے وضاحت کی کہ امن اور جنگ کی بات کو چھوڑتے ہوئے جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے وہ زیادہ تر لابی کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اپنی روزمرہ زندگی کے متعلق سوچتے ہیں۔ جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق عوام الناس اسلئے زیادہ نہیں سوچتے کہ ان کے خیال میں یہ ماہرین اور صدر مملکت کا کام ہے اور ماہرین اور صدرِ مملکت ان کے لئے ایک ہی وجود ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ میں جتنا لابی کا کام ہوتا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ مؤثر لابی اسرائیل کی ہے۔ فلسطینی اور دیگر عرب بھی کوشش تو کر رہے ہیں۔ لیکن وہ اس معیار پر نہیں پہنچ سکتے جہاں اسرائیل پہنچا ہوا ہے۔ اگر اسرائیلی لابی کی طاقت کا اندازہ کرنا ہو تو اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ امریکہ میں اسرائیلیوں کی ۳۰ تنظیمیں لابی کر رہی ہیں اور اس سارے کام پر ان کا کم از کم ۳۰ لاکھ ڈالر خرچ اٹھ رہا ہے۔ یہ لابی اور ان پر کیا جانے والا خرچ بذات خود یہودیوں کے مفاد کے تحفظ کیلئے کافی ہے۔ اور انہوں نے اسی لئے کسی اور کے ساتھ رابطہ کرنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ مسٹر موزر نے کہا کہ سینیٹرز۔ کانگریس کے اراکین اور حکومت کے اعلیٰ حکام کثرت کے ساتھ کسی نہ کسی لابی کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ عربوں کی بعض ریاستوں کی خواہش یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ ان کے تعلقات بہتر ہو جائیں لیکن اسرائیلیوں کے برخلاف انکے رابطے نچلے طبقے سے بالکل مفقود ہیں۔ جہاں تک اسرائیلی لابی کا تعلق ہے۔ اسکے لئے لاکھوں ڈالر چندہ کے طور پر بھی لئے جاتے ہیں۔ اور اس لابی کے لئے اندرون ملک سے بھی خاصی مدد ملتی ہے جو عام طور پر کانگریس کے اراکین اور سینیٹرز کے ساتھ رابطہ رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور اسی کے لئے وہ ان لوگوں کا اعتماد حاصل کرتے ہیں۔ جو ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

اس کے برخلاف جسطرح عرب دنیا میں اختلاف پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح امریکہ میں بھی عربوں کے آپس کے اختلاف پائے جاتے ہیں خاص طور خلیج کے تنازعے سے یہ اختلافات اور بھی بڑھ گئے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے وہ اپنا نظریہ مقامی باشندوں پر واضح نہیں کر سکتے۔ بھارتی لابی کے متعلق مسٹر موزر نے کہا کہ اگرچہ وہ خاصی وسیع ہوئی ہے۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر اتنی مؤثر نہیں ہے۔ بلکہ اسے منفی رنگ میں دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک لابی کرنے کا تعلق ہے۔ اس کے لئے معلومات فراہم کیا جانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ معلومات ہی ایک ایسی چیز ہیں جو دوسروں کے دلوں پر اثر کرتی ہیں اور ان سے مدد حاصل کرنے میں کامیاب ثابت ہوتی ہیں۔ اسرائیل اس سلسلے میں دوسرے ممالک سے خاص طور پر پاکستان سے بہت آگے ہے وہ بعض اوقات ایسی معلومات بھی مہیا کرتا ہے۔ جو خاص طور پر امریکہ کے لئے مفید ثابت ہوتی ہیں۔ اسکے علاوہ پریس میں اشتہارات کے ذریعے وہ بہت سی معلومات لوگوں کو فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسمیں بھارت اور پاکستان نے ابھی تک کوئی دلچسپی نہیں لی اور اسی وجہ سے اسرائیل کی لابی پاکستان اور بھارت سے کہیں زیادہ مضبوط ہے۔ وہ اپنی بات زیادہ آسانی سے سمجھا سکتے ہیں اور منوا سکتے ہیں۔ اور لابی کا یہی کام ہے۔ اگر پاکستان بھی امریکہ کے اخباروں میں معلومات فراہم کرے اور اشتہارات کے ذریعے بھی لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچے تو یقیناً پاکستان کی لابی بھی خاصی مضبوط ہو سکتی ہے۔ لیکن مسٹر موزر نے کہا کہ معلوم نہیں کیوں ابھی تک پاکستان نے اسطرف توجہ نہیں دی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ اشتہارات دینا خاصی بڑی رقوم کا مطالبہ کرتا ہے اور پاکستان اپنے بجٹ پر یہ بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہیں۔ بہرحال جو بھی وجہ ہو پاکستان ایسا نہ کرنے کی وجہ سے خسارے میں ہے۔

(لابی:۔ کسی نظریہ کو مؤثر طریق پر دوسروں تک پہنچا کر انہیں اپنا طرفدار بنانے کی کوشش کرنا)

گومگو کی کیفیت

مصر کے اخبار الاہرام نے اس بات کا اشتباہ کیا ہے کہ اگر صدر بش نے صدر صدام حسین سے بلا واسطہ گفت و شنید کی طرح ڈال دی تو صدام حسین کو اور بھی اپنی بات پر ڈٹے رہنے کا حوصلہ مل جائیگا۔ شروع میں تو عرب ریاستوں نے اس بات کو درست ہی سمجھا تھا خاص طور پر ان ریاستوں نے جو عراق کی مخالفت پر تلی ہوئی ہیں کہ یہ گفت و شنید ہونی چاہیئے۔ لیکن گذشتہ روز قاہرہ میں مصر سعودی عرب اور شام کے حکام نے ایک اجلاس میں اس بات کا فیصلہ کیا کہ اگرچہ بش کا ذکر تو نہیں کیا گیا۔ لیکن عراق سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ کویت کی جائز حکومت کو پھر برسر اقتدار لائے اور عالمی اداروں نے جو فیصلے کئے ہیں یا جو قرار دادیں منظور کی ہیں ان پر پوری طرح عمل کرے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یوں لگتا ہے کہ صدام حسین اور بش کے درمیان پہلے ہی سے یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ اس طرح گفت و شنید کی جائے گی۔ اگرچہ بظاہر صدر بش مختلف مواقع پر یہ بات نہایت زور سے کہہ رہے ہیں کہ وہ عراق کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ادھر یہ بھی کہا جارہا ہے کہ اب جبکہ کویت کو خالی کرنے کیلئے عراق کے لئے جو تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اسمیں صرف ۶ ہفتے باقی ہیں۔ امریکہ کے سیاستدان اور فوجی لیڈر آپس میں اس بات پر ڈٹے ہوئے ہیں جسطرح کہ ساری امریکی قوم کہ گفت و شنید ہونی چاہیئے یا فوری طور پر جنگ کی طرف قدم بڑھانا چاہیئے۔ یہ بات کہ اقتصادی پابندیاں صدام حسین کو اس بات پر مجبور کر سکتی ہیں کہ وہ کویت سے نکل جائے۔ اس کیلئے بعض لوگوں کے خیال میں ۱۲ سے ۱۸ ماہ تک انتظار کرنا چاہیئے۔ اور بعض لوگوں کا خیال

باقی صفحہ ۴ پر

میں گیانی کیوں بنا؟

آنکھوں میں جگنو چمکتے ہوں اور لبوں پر بچوں والی مسکراہٹ ہو سر کے بال مہندی رنگے ہوں اور پگڑی کا طرہ چودھریوں والا کرتہ شلوار پشوری ہو تب اس بارے میں ہم کیا سوچ سکتے ہیں؟

ضلع گوجرانوالہ تحصیل وزیر آباد کے گاؤں پیر کوٹ کا جو آدمی انگلینڈ اور کینیڈا میں جاکر آباد ہو گیا اس بارے ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ انسان اس طرح کا ہو گا۔

شوق کسی کے باپ کا نہیں ہمت کسی کی ماں کی نہیں۔ جو انسان یہ دونوں باتیں کر لیتا ہے وہ دنیا میں سب سے آگے ہوتا ہے یہ ساری بات وہ انسان ہی کر سکتا ہے جو کہ ۷۵ برس کا ہونے پر بھی ۱۵ سالوں کے لڑکوں کے مقابلہ میں آگے ہی جا رہا ہے۔ اگرچہ اس منش کے ساتھ باتیں کرنے کا وقت تھوڑا ہی ملا پھر بھی میں اس کے بارے بتاتا ہوں۔

چودھری محمد حسین چیمہ اصولوں کا پابند ہے کیونکہ اس نے فوجی ملازمت کی ہوئی ہے اور کیپٹن کے عہدہ سے ریٹائر ہوا ہے۔ لیکن جب یہ چیمہ جاٹ احمدیہ جماعت میں داخل ہوا تھا۔ وہ اس وقت ملٹری میں کلرک تھا۔ اس کا پتا اسوقت منتکل میں تھا۔ بعد میں سارا پریوار ہی احمدیہ بن گیا۔

وہ ۱۹۵۴ء میں ریٹائر ہونے پر ۱۹ سال کی فوجی سروس کر کے ۱۹۵۷ء میں انگلینڈ چلا گیا جہاں اس نے ملازمت اختیار کر لی وقت کیساتھ سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ چھ بچے بھی اپنی اپنی جگہ پر کام کرنے لگے۔

شری چیمہ کی پتنی ۱۹۸۴ء میں ایشور کو پیاری ہو گئی تب چیمہ جی نے اپنے امام صاحب کو یہ درخواست کی کہ "میں اپنی ساری زندگی دین کے کیلئے وقف کرتا ہوں"۔ لیکن دوست احباب نے چیمہ جی کو کہا کہ تو نے ساری زندگی تو پہلے ہی کئی کئی مقامات پر رہ کر گذاری ہے۔ اب تیری باقی زندگی رہ ہی کتنی گئی ہے؟ جو کہ تو نے ساری دے دی ہے۔

اس لطیفہ نے چیمہ جی کو سوچ میں ڈال دیا۔ خواہ چیمہ جی نے اپنی طرف سے ٹھیک ہی لکھا تھا۔ لیکن دوستوں نے اس کا لطیفہ بنا لیا تھا۔ انگلینڈ میں جماعت احمدیہ کی سالانہ کانفرنس ہو رہی تھی کہ امام صاحب نے کہا "ہمارے پاس ایک گیانی تھا۔ وہ بھی بیمار ہو گیا ہے اور چھٹی لے کر اپنے بیٹے کے پاس چلا گیا ہے۔ اب ہمارے پاس کوئی گیانی نہیں۔ جسکی ہمیں بہت ضرورت ہے۔"

امام صاحب کے یہ الفاظ جب شری چیمہ جی کے کانوں میں پڑے تو آپ نے اپنے من کے اندر ہی ایشور کے آگے پرارتھنا کی کہ مجھے طاقت بخش میں گیانی بن کر اپنی جماعت کی سیوا کر سکوں بنا کسی تنخواہ کے۔

اس بات کو مدنظر رکھ کر چیمہ جی نے ساؤتھ فیلڈ کے گوردوارہ میں جا کر گیانی اوتار سنگھ سے ملاقات کی۔ پھر گیانی اوتار سنگھ کو اپنا استاد مان کر ان سے تین سال تک پنجابی پڑھتا رہا۔ اس کے بعد ہیبنری سکول میں داخلہ لے کر جون ۱۹۸۸ء میں لنڈن یونیورسٹی کا امتحان دیا۔ (او) لیول کے امتحان میں چیمہ صاحب فسٹ نمبر پر آئے اب چیمہ جی نے جون ۱۹۹۰ء میں (اے) لیول کا امتحان دینا ہے۔ جو یہاں پر بی اے پنجابی آنرز کے برابر ہوتا ہے۔

آج چیمہ صاحب جو قادیان میں پنجابی ٹائپ سیکھ رہے ہیں اور ساتھ ہی اپنا کورس بھی پڑھ رہے ہیں۔ پنجابی پڑھنی ان کی بہت صاف ستھری ہے گورو گرنتھ صاحب کا پاٹھ بھی پاٹھیوں جیسا ہی کرتے ہیں اور ۷۵ سالہ بزرگ پاٹھیوں کی طرح ہی پورا وقت پاٹھ کرتا ہے۔ وہ لنڈن واپس جا کر بہت سارے سکھوں کے گھروں میں پاٹھ کرے گا کیونکہ وہ گرو گرنتھ صاحب کو صحیح اور شدھ پاٹھ کرنے کا اصول مانتا ہے۔

چیمہ جی نے اپنی زندگی کے ۲۴ گھنٹے تقسیم کئے ہوئے ہیں۔ اور بڑے معروف رہتے ہیں۔ کبھی بے کار نہیں بیٹھتے۔ وہ وقت کو روپیہ اور قیمتی چیزوں جیسا ہی قیمتی سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شری چیمہ وقت کو برباد نہیں کرتے ہیں۔

ہند سماچار جالندھر ۱۹ فروری ۱۹۹۰ء

بقیہ: ص ۳ سے آگے

یہ ہے کہ آپ چاہیں جتنا انتظار کریں اپنے اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے وقت ضائع کرنے کی بجائے فوری طور پر عراق پر فوجی حملہ ہونا چاہیئے۔ بش نے اور ان کے ساتھیوں نے یہ بار بار اعلان کیا ہے کہ اگر ہم انتظار کرتے رہے تو ہو سکتا ہے کہ فتح صدام حسین کے نام لکھی جائے۔ خاص طور پر سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر اس خیال کا اظہار کر رہے ہیں۔ آخر وہ کہتے ہیں کہ ہم کب تک انتظار کرتے رہیں۔ یہی وہ بات ہے جو بش نے ایک پریس کانفرنس میں کہی ہے۔ لیکن کانگریس میں ایک ہفتہ تک بحث جاری رہنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ زیادہ تر لوگ انتظار کرنے کے حق میں ہیں۔ بہت سے کانگریس کے ڈیموکریٹ اور فوج کے ریٹائرڈ افسر اور وہ لوگ جو مشرق وسطیٰ کے امور کے ماہر مانے جاتے ہیں وہ سب اسی خیال کا اظہار کر رہے ہیں۔ لوگ اس طرح تقسیم ہو چکے ہیں کہ صدر بش کے لئے اس بات کا فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ وہ عراق کے خلاف جنگ کا آغاز کریں کیونکہ اگر جنگ زیادہ کامیابی کے ساتھ نہ لڑی گئی تو ان کے نقاد یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ صدر بش کے فیصلے کوئی ایسے اچھے فیصلے نہیں ہیں۔ یہ بات بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے جنگ شروع کر دی تو ہمیں کس طرح پتہ چلے گا کہ اقتصادی پابندیاں بھی کامیاب ہو سکتی تھیں۔ یہ بات صدر بش کے ایک زبردست مخالف تنقید کرنیوالے نے کہی ہے۔ اور یہ شخص فوجی سروسز پینل کے چیرمین بھی ہیں۔

کیا صدر بش واقعی جنگ کا آغاز کرنے والے ہیں یہ بات بھی ایسی ہے کہ یقینی طور پر اسکے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا ہو سکتا ہے کہ ان کا بار بار ایسے بیانات دینا اس غرض سے ہو کہ صدام حسین ڈر کر کویت خالی کر دیں لیکن بش کے مخالف اس بات کو زیادہ ثقہ نہیں سمجھتے۔ ڈیفنس کے سکرٹری دفاع رچرڈ چینے نے سینٹ آرمڈ سروسز کمیٹی کو بتایا کہ ان کے خیال میں صدام حسین اقتصادی پابندیوں کا آسانی سے مقابلہ کر لیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ پانچ سال تک کی اقتصادی پابندیاں بھی صدام حسین کو اس بات پر مجبور کر دیں گی کہ وہ کویت خالی کر دیں۔ جائنٹ چیفس آف سٹاف نے کانگریس کی کمیٹی کو بتایا کہ بات یہ نہیں ہے کہ اقتصادی پابندیاں کامیاب ہوں گی یا نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ کیا ہم اتنا صبر کرنے کیلئے تیار ہیں یا نہیں۔ انہوں نے مزید یہ کہا کہ بات تو صدر بش بھی کرتے ہیں۔ اور ہر عام شہری بھی کرتا ہے۔ لیکن کوئی شخص یہ نہیں بتا سکتا کہ اقتصادی پابندیوں کی کامیابی کس طرح ہو گی۔ کب ہو گی اور اس کامیابی کا معیار کیا ہو گا۔

بقیہ: ص ۱ سے آگے

قطع تعلقی کو ظاہر کر دو۔ جب گھر میں کوئی آیا ہو یا کوئی غیر موجود ہو یا تم باہر نکل کر لوگوں کے گھر جاتے ہو تو اس وقت، لوگوں پر یہ ظاہر نہ ہونے دیا کرو کہ تمہارے اندر کوئی ناچاقی ہے اور تم اپنی بیوی سے ناراض ہو۔ اس کے نتیجہ میں اور بہت سی معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء)

لائیں گے آسماں سے مہر و وفا کا پانی
پیار اور خلوص کی ہیں فصلیں ہمیں اگانی

بغض اور عداوتوں کی ہے آگ بھی بجھانی
دیوار نفرتوں کی ہم کو ہے اک گرانی

تاریخ ہے ہمیں کو اک بار دو ہرانی
خالق کے در پہ ساری مخلوق پھر ہے لانی

بازی جو ہر رہی ہے ہم کو ہے وہ جتانی
شیطان کی حکومت دنیا سے ہے مٹانی

دکھ درد اور مصیبت چیزیں ہیں آنی جانی
بڑھنا ہے ایسے جیسے دریا کی ہو روانی

روئے زمیں پہ ہم کو جنت ہے اک بسانی
ہو جائے خاک چاہے یہ حسن یہ جوانی

شعیب احمد جنجوعہ کیلگری۔ کینیڈا

اس نے میرا نغمہ سن کر زخم لگائے دل پہ مرے
میں نے اس کی کب پرواہ کی نغمہ گایا ساری رات

پو پھٹی اور صبح ہوئی تو مجھ کو یہ محسوس ہوا
کالا بادل چھٹنے کو ہے، جو کڑکا تھا ساری رات

رات کو جو دیوانہ اٹھ کر اپنے سیس نوائے گا
پائیگا وہ ساری مرادیں جو ہے جاگا ساری رات

پریتم میرا گھر لوٹے گا دن نکلے گا نکھرا نکھرا
پریت کی جوت جگائی میں نے دل کو جلایا ساری رات

پریت کا ڈھنگ نرالا جلنے میں ہی پائی ٹھنڈک
پروانے اڑ اڑ کر آئے جاں کو جلایا ساری رات

پروانوں کی نیر الٰہی شمع یہ بجھنے نہ پائے
دل کا خون ہے قطرہ قطرہ جس میں جلایا ساری رات

کوئی کویتا سن کر سر دھننے والے دیوانے
اٹھ اٹھ کر وہ ناچے گائے شور مچایا ساری رات

احمدی بیگم لاہور

لجنہ کالم

حضرت فضل عمر نے فرمایا:

ایسے ہی طریق ہیں سیدھا راستہ چلنے کیلئے جن پر تحریک جدید جاری کی گئی ہے۔ اگر مرد و عورت اسکو اچھی طرح سمجھ لیں تو بس خدا کی نصرت ہمارے ساتھ ہو گی۔ راستہ درست ہے اور اگر ترقی نہیں ہو رہی تو یہ ہماری کمزوری ہے۔ مثلاً تلوار تو ہے لیکن تلوار چلانی نہیں آتی۔ قصہ ہے ایک بادشاہ کا۔ ایک اردلی تھا جو تلوار کے ایک وار میں گھوڑے کے چاروں پیر کاٹ دیا کرتا تھا۔ بادشاہ کے لڑکے نے دیکھا کہ یہ تلوار کے ایک وار میں گھوڑے کے چاروں پیر کاٹ دیتا ہے۔ پس یہ تلوار بہت اچھی ہے۔ اس نے اردلی سے کہا کہ یہ تلوار مجھے دے دو اس نے تلوار نہ دی۔ وہ روتا ہوا بادشاہ کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے اردلی سے تلوار مانگی تھی لیکن اس نے نہ دی۔ بادشاہ نے اردلی کو بلا کر کہا کہ تم کیسے نمک حرام نوکر ہو کہ ہمارا لڑکا تم سے تلوار مانگتا ہے اور تم نہیں دیتے۔ سپاہی نے لڑکے کو تلوار دے دی۔ لڑکے نے گھوڑے کے پاؤں کاٹنے چاہے۔ مگر وہ نہ کٹے۔ وہ روتا ہوا پھر باپ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے پھر سپاہی کو بلایا کہ تم نے پھر ہمارے لڑکے کو وہ تلوار نہیں دی۔ سپاہی نے کہا کہ حضور بات یہ ہے کہ تلوار تو وہی ہے مگر ان کو چلانی نہیں آتی۔ تو بات یہ ہے کہ چلانے والا تو سپاہی تھا۔ تلوار کی اس میں کیا خوبی ہے پس اسی طرح دیکھو قرآن ایک تلوار ہے۔ تمہیں اپنے نفسوں پر غور کرنا چاہیئے کہ احمدی ہو کر تم نے کیا فائدہ اٹھایا۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے کوئی نتیجہ نہ نکلے تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔ ایک جلسے کو ہی دیکھو۔ اکثر ہمارے گاؤں کی عورتیں کہتی ہیں۔ ہم جلسہ کھانے چلی ہیں۔ کیا یہی غرض ہے۔ اور اس سردی کے موسم میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھا کر یہاں آتی ہو۔ ان ریلوں میں سفر کرتی ہو جن میں دم گھٹتا ہے۔ یہاں آکر کھوری پر سوتی ہو۔ پتلی دال کھاتی ہو اگر یہ تین دن ۳۶۰ دن کے لئے بیج بن کر پھلنے کا کام نہیں دیتے تو بہت افسوس کا مقام ہے اور واقعی تم ان تین دنوں میں معرفت کا بیج لے کر ۳۶۰ دن میں بوتی ہو تو خدا کی نصرت اور مدد تم کو مل گئی تو سب کچھ مل گیا۔ تو پھر جو تکلیفیں تم اٹھا کر آتی ہو۔ تکلیفیں نہیں بلکہ آرام ہے۔ دال نہیں کھاتی ہو بلکہ سونا کھاتی ہو تم کسیر پر نہیں سوتی ہو بلکہ گدیلوں پر سوتی ہو۔ تم اعلیٰ ریلوں پر سفر کرتی ہو۔ لیکن یہ سب اس حالت میں ہو سکتا ہے۔ جب کچھ فائدہ اٹھاؤ۔ دیکھو ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ ایک اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ ایک نقصان۔ مثلاً ایک سالن ہوتا ہے ایک اسے کھا کر اسی سے طاقت حاصل کرتا ہے اور دوسرا اسی سالن کو کھا کر پیٹ پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ دیکھو وہی انگور اور امرود جو دل اور دماغ کو راحت دیتے ہیں ایک کے اندر خون بن جاتے ہیں اور دوسرے کے اندر ہیضہ کے جراثیم۔ دیکھو ایک گھاس ہے بکری کھاتی ہے دودھ دیتی ہے۔ وہی گھاس بکرا کھاتا ہے۔ بھینسا کھاتا ہے۔ بیل کھاتا ہے۔ وہی گھاس پیشاب اور گوبر بن کر خارج ہو جاتی ہے۔ بے شک قرآن اعلیٰ ہے مگر جیسی تمہارے اندر مشین ہو گی ویسا ہی تمہارے اندر کام کرے گی۔ دیکھو جیسا بکری اور بکرا ایک ہی گھاس کھاتے ہیں ایک کے اندر دودھ کی مشین ہے وہی گھاس دودھ بن جاتا ہے۔ دوسرے کے اندر صرف پاخانے کی مشین ہے وہ پاخانہ بن کر خارج ہو جاتا ہے۔ پس اگر تمہارے دل کے اندر نیکی اور تقویٰ ہے تو تمہارے اندر روحانی دودھ بن جائے گا۔ اور جس سے تم دنیا کی مائیں بن جاؤ گی۔ اور اگر تم میں نیکی اور تقویٰ نہیں تو یہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم (.................) بن کر نکل جائے گی۔ جس سے تم بھی بھاگو گی اور لوگ بھی۔ پس اپنے اندر خدا کی محبت پیدا کرو۔ تم میں کتنی ہیں جن کو خدا سے محبت بچوں اور خاوندوں کی محبت سے زیادہ ہے۔ ایمان سے بتاؤ۔ اگر تمہارے بچے قربانی کیلئے بلائے جائیں تو تم خوشی سے پیش کرو گی۔ دیکھو خنساء ایک عورت تھی وہ بہت مالدار تھیں۔ ان کے خاوند نے ان کی تمام دولت جوئے میں برباد کر دی اور وہ بار بار اپنے بھائیوں سے بہت دولت لائیں۔ اور ان کے خاوند نے برباد کر دی۔ اور خاوند جوانی ہی میں مر گیا۔ ان کے چار لڑکے تھے ان کو پالا۔ بڑھاپے میں اسلام لائیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے ایک لڑائی ہوئی سب سپاہی قسم کھا کر گئے کہ فتح لے کر لوٹیں گے یا وہیں مر کر ڈھیر ہو جائیں گے۔ خنساء نے اپنے چاروں بیٹوں کو بلا کر کہا اور ان کو اپنے احسان یاد دلا کے کہ دیکھو میں جوانی میں بیوہ ہو گئی تمہارا باپ جواری تھا اور میری تمام دولت لٹا چکا تھا اور میں نے محنت کر کے تمہیں پالا۔ آج میں تم سے یہ کہتی ہوں کہ تم جنگ میں جاؤ تو فتح کر کے آنا۔ یا اپنی جانیں وہیں دے دینا۔ دشمن کو ناکامی کی پیٹھ نہ دکھانا۔ بیٹوں کو رخصت کر کے خدا کا فرض ادا کیا پھر جنگل میں جا کر خدا کے حضور نہایت گریہ وزاری سے دعا کی اور ماںتا کا حق ادا کیا۔ خدا تعالیٰ نے شام کو فتح دے دی۔ اسوقت بھی محمد شریف گجرات کا رہنے والا ہے جہاں وہ رہتا ہے۔ وہاں لڑائی ہے۔ انگریزوں کے قنصل نے کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ تاکہ تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے اس نے جانے سے انکار کر دیا۔ قنصل نے کہا ہم تمہیں سرکاری خرچ پر پہنچا دیں گے۔ لیکن اس نے کہا میں یہاں مرنے ہی کو آیا ہوں۔ آخر اسکو زبردستی وہاں سے بھجوایا گیا۔ پس اگر تمہارے ہمسایہ کے بچے ایسا کرتے ہیں تو تم اس سے خوش مت ہو جاؤ۔ بلکہ کوشش کرو کہ تمہارا اپنا بچہ بھی ایسا ہی کرے۔

تلفظ — دوسرا رخ

ظہور احمد
واہ کینٹ

دیارِ افرنگ میں تلاشِ رہائش کے سلسلہ میں نکلے تو امیر وفد اس عاجز کو چنا گیا دروازہ کھٹکھٹایا مسکراہٹ سے استقبال ہوا، تبادلہ آداب کے بعد اس عاجز نے رٹے ہوئے الفاظ میں مدعا بیان کیا:

I HAVE BEEN DIRECTED BY THE TOWN COUNCIL CLERK TO CONTACT YOU IN CONNECTION WITH ACCOMMODATION.

میرے بولنے کی رفتار کے ساتھ ساتھ مخاطب چہرہ سے مسکراہٹ غائب ہونی شروع ہو گئی منہ کھلتا گیا اور جیسے ہی میرے ہونٹوں سے آخری لفظ ادا ہوا مخاطب نے فوراً 'SORRY' کہا اور پھر آہستہ آہستہ دروازہ بند ہو گیا۔ یہ عمل تین چار مختلف دروازوں پر دہرایا گیا۔ اگلے دن مایوسی کے عالم میں ایک مقامی دانائے راز سے ذکر کیا پہلے تو انہوں نے تعجب اور افسوس کا اظہار کیا پھر یکدم انہیں کچھ خیال آیا اور پوچھا کہ اظہار مدعا کن الفاظ میں کرتے ہو میں نے رٹے ہوئے الفاظ دہرا دیئے تو وہ بولے کہ یہ ہے اصل وجہ ہمارے لوگ آپکی گرامر زدہ انگریزی سن کر محسوس کرتے ہیں کہ آپ بہت تعلیم یافتہ ہیں اور اس طرح انہیں احساس کمتری ہو گا۔ لہٰذا وہ آپ کو اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے۔ آپ ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں بات کریں امید ہے آپکا کام بن جائے گا۔ اسی شام پہلے ہی دروازہ پر رسمی آداب کے بعد کہا:

"ME PAKISTANI"
"OH, YOU PAKISTAN...... ARE YOU"
"ME A STUDENT"
"OH.....YOU A STUDENT.... YES"
"NO ACCOMMODATION"
"OH......PITY.....I SHOW YOU.....COME IN WITH ME"

اور اُسی شام ہم تینوں کو رہائش مل گئی۔

مؤقر روزنامہ الفضل میں تلفظ اور لہجے کی بحث چل رہی ہے۔ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے۔ اور میرے خیال میں اسی سطح پر رہنی چاہیئے ہمارے بعض بزرگ علماء نے اس سے جس طرح جذباتی وابستگی کا اظہار کیا ہے خدشہ ہے کہ میرے جیسے لاکھوں کم علم قارئین صحیح تلفظ کی کم مائیگی پر ان حضرات کی ناپسندیدگی کے پیش نظر ان سے پوری آزادی اور بے تکلفی سے اکتسابِ فیض نہیں کر سکیں گے۔ ویسے چھوٹا منہ بڑی بات ایک بندہ کی زبان سے "اَشْہَدُ" کی بجائے "اُشْہَدُ" خوشی سے قبول کر لیتا ہے تو "دارالیمن" کی بجائے "دارالیمَن" سن کر ہماری خندہ پیشانی ماند کیوں ہو۔ جہاں تک مستند اہلِ زبان اساتذہ کا تعلق ہے تو میرے خیال میں یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ کون کون سے حضرات اس منصب کے اہل ہیں اور اس اہلیت کی اصل اور سند کیا ہے نیز یہ کہ دوسری زبانوں سے مستعار الفاظ کس کلیہ کے تحت لیئے جائیں اور انکا استعمال کن اشکال تک محدود ہو۔ یہ درست ہے کہ عربی مصادر کو انکے اصل اعراب کیساتھ لکھنا پڑھنا چاہیئے۔ اگرچہ یہ بھی ہر کہ و مہ کا کام نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی اسی حد تک ہی ممکن ہے۔ ان سے جب جمع یا فعل کا صیغہ بنایا جائے گا تو اُسے عربی کی شکل میں قائم رکھنا مشکل ہو گا۔ مثلاً "برکتوں"، "رحمتوں" اور "فضلوں" یا "دفنایا" اور "شکریہ" کے الفاظ کی عربی گرامر میں سند نہیں ملے گی۔ زبان کی ترویج کے لیئے ضروری ہے کہ اسے لوگوں

باقی ص ۸ پر

عالمی ایٹمی توانائی

عالمی ایٹمی توانائی ایجنسی (آئی۔ اے۔ ای۔ اے) نے اندازہ لگایا ہے کہ بیسویں صدی میں جوہری توانائی میں اضافہ ہوگا۔ انرجی کے حالیہ شمارے میں بجلی اور نیوکلیئر پاور جوہری توانائی کا اندازہ ۲۰۰۵ سال تک لگایا ہے۔ ایجنسی کا خیال ہے کہ جوہری توانائی ۲،۸ سے ۳،۹ فی صد تک سال بسال ۲۰۰۵ تک بڑھتی رہے گی۔ توانائی کے تجزیہ نگاروں نے امریکہ میں یہ رپورٹ پیش کی ہے کہ جوہری توانائی نے تیل اور بجلی کے استعمال میں خاصی کمی کرنے کا کردار ادا کیا ہے۔ یہ تجزیہ گذشتہ ۲ دہاکوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۸۹ میں تیل کے ذریعے ساری دنیا کی بجلی کی ضروریات کا ۱۰ فی صد سے بھی کم پیدا کیا گیا حالانکہ ۱۹۷۳ میں یہ ۲۵ فی صد تھا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جوہری توانائی بجلی پیدا کرنے میں زیادہ استعمال کی جا رہی ہے۔ رپورٹ پیش کرنے والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ۱۹۸۹ میں جوہری توانائی کی وجہ سے جس قدر تیل کم خرچ کرنا پڑا اس کی مقدار ۶۰ لاکھ بیرل روزانہ ہے اور اسی طرح ۳،۳ کھرب مکعب فٹ گیس اور ۲۰ کروڑ ٹن کوئلہ۔ ۱۹۷۳ سے لے کر ۱۹۸۹ تک جوہری توانائی کے لیئے ۱۵،۵ ارب بیرل کم استعمال کرنا پڑا۔ یہ تجزیہ سائنس کانسیپٹ سکیم (SCIENCE CONCEPT SCHEME) جسکا ہیڈ آفس واشنگٹن ڈی۔ سی میں ہے کیا ہے۔ اور اس کی بنیاد وہ مفصل رپورٹیں ہیں جو ہر قسم کے ایندھن کے متعلق حاصل کی گئیں ایک اور رپورٹ کے مطابق جسے چنیدہ ۲۱ ملکوں کے اور ۱۱ عالمی تنظیموں کے افراد نے کیا ہے نے اس پس منظر کا ڈرافٹ پیش کر رہے ہیں جہاں پر جوہری توانائی کے استعمال کے امکانات ہیں اور یہ رپورٹ ہلسنکی (فن لینڈ) کے اس سیمینار میں پیش کی جائے گی جو اگلے سال مئی کے مہینے میں منعقد ہونے والا ہے یہ سیمینار جس میں نہایت تجربہ کار لوگ جو بجلی اور ماحولیات کے ماہر ہیں حصہ لیں گے مئی ۱۳ سے ۱۷ تک جاری رہے گی۔ اس کے اغراض و مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ بجلی کی بجائے دوسرے ذرائع جو استعمال کیئے جا سکتے ہیں ان کے متعلق علم میں توسیع کی جائے۔ اس میں جوہری توانائی بھی شامل ہے۔ کوئلہ، گیس، تیل ہائیڈرو پاور اور ایسی توانائی کے ذرائع جو دوبارہ چارج کیئے جا سکتے ہیں۔ اس رپورٹ میں ضرورت اور فراہمی کا جائزہ لیا جائے گا اور ان جائزوں میں اقتصادی اور ماحولیاتی اور صحت سے متعلق امور بھی پیش نظر رکھے جائیں گے۔ اس رپورٹ میں یہ بات خاص طور پر پیش کی جائے گی کہ آئندہ سکیمیں بنانے کے لیئے ان تجربات کو کس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سیمینار کے جو ہلسنکی میں منعقد کیا جا رہا ہے جو نتائج نکلیں گے۔ جو معلومات حاصل کی جا سکیں گی وہ اقوام متحدہ کی اس کانفرنس کے لیئے مفید ثابت ہونگی جو ماحولیات اور ترقیاتی پروگراموں کے سلسلے میں ۱۹۹۲ء میں منعقد کی جائے گی۔

یہ بات قابل تحسین ہے کہ عالمی سطح پر ایسے سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کی جا رہی ہیں جن کے نتائج سے دنیا کا ہر فرد کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ حاصل کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ زمانہ عوام الناس کا ہے اور بہبود کی جو سکیم بھی سامنے لائی جائے اس میں عوام الناس کو سب سے آگے رکھنے کی ضرورت ہے۔ وہ زمانہ لد گیا جب ہر اچھی بات صرف بڑے لوگوں کے ہاں پائی جاتی تھی اور غریب بیچارے ان تمام باتوں سے محروم رہتے تھے۔ لیکن اب کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ بہبود کے تمام سامان غریب سے غریب لوگوں کے دروازوں تک پہنچائے جائیں اور وہ سب کے سب ان سے بھرپور فائدہ اٹھا سکیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"صبر بڑا جوہر ہے۔ جو شخص صبر کرنے والا ہوتا ہے اور غصہ سے بھر کر نہیں بولتا اس کی تقریر اپنی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ اس سے تقریر کراتا ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ صبر سے کام لے اور مخالفین کی سختی پر سختی نہ کرے اور گالیوں کے عوض گالی نہ دے .... صبر جیسی کوئی شے نہیں۔ مگر صبر کرنا مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرتا ہے جو صبر سے کام لے۔"

عبدالباسط شاہد

بڑھاپا اور ورزش

جدید تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ ہلکی ورزش نہ صرف بڑھاپے کی علامات کو دور رکھنے کا باعث ہے بلکہ اس کے نتیجہ میں دل کی حالت بہتر رہتی ہے اور دل سے متعلقہ تکالیف میں کمی بھی ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں تحقیق کرنے والے ایک ماہر کے خیال میں ۳۰ سے ۷۰ سال کی عمر میں جو جسمانی کمزوری و تکلیف لاحق ہوتی ہے وہ جسم کے بعض اعضاء کے کم استعمال کرنے سے ہوتی ہے اس لیئے ورزش کرنے کی صورت میں عام جسمانی حالت وصحت برقرار رکھی جا سکتی ہے اور بڑھاپے کی علامات کو معرض التواء میں ڈالا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہر عمر میں ورزش شروع کی جا سکتی ہے اور اس کے فوائد حاصل کیئے جا سکتے ہیں۔

ٹورنٹو یونیورسٹی کے ڈاکٹر رائے کے خیال میں آپ خواہ کتنی بھی کوشش کریں۔ جوانی وصحت کو برقرار رکھنے میں ورزش سے بہتر کوئی ذریعہ اور نسخہ نہیں پائیں گے ورزش سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس سے مراد وہ پرمشقت ورزش ہے جو عالمی کھلاڑی یا باڈی بلڈر کرتے ہیں بلکہ صرف ۳۰ منٹ کی تیز چہل قدمی جسمانی طاقت وصحت کو بحال رکھنے اور بڑھاپے کو جلد آنے سے روکنے کے لیئے کافی ہے۔ موجودہ تحقیق کے مطابق یہ پرانا خیال کہ بڑھاپے میں ورزش نقصان کا باعث ہو سکتی ہے بالکل غلط ثابت ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر وائٹ رلیس۔ جو جسمانی صحت و ورزش کے مضمون پر سند سمجھے جاتے ہیں، کی تحقیق کے مطابق ۵۶ سے ۷۸ برس کی عمر کے ۲۰۰ آدمیوں نے ورزش کے ایک ایسے پروگرام میں حصہ لیا جس میں تیز چلنا، اچھلنا کودنا اور جوڑوں کی سختی کو کم کرنے کی ورزشیں شامل تھیں۔ صرف چھ ہفتہ میں ہی ان کا بلڈ پریشر کم ہو گیا۔ جسم کی زائد چربی (جو متعدد بیماریوں اور پریشانیوں کے باعث ہوتی ہے) کم ہونے لگی۔ زیادہ آکسیجن کے استعمال کے فوائد ظاہر ہونے لگے اور اعصابی تکان و تکالیف میں بھی کمی آ گئی۔ مذکورہ ڈاکٹر نے اپنی کتاب "۵۰ برس کے بعد صحتمند رہنا" میں لکھا ہے کہ ان میں سب سے زیادہ فائدہ ان کو ہوا جو پہلے زیادہ کاہل، موٹے اور بھدے تھے۔

ایک دوسرے ماہر اس امر کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس حقیقت سے تو کوئی مفر نہیں کہ بالآخر بڑھاپا آجائے گا۔ لیکن بڑھاپے میں بھی ان لوگوں کی زندگی زیادہ آسان اور ہشاش بشاش ہوتی ہے جو چست اور مستعد زندگی بسر کرتے ہیں اور بڑھاپے اور موت کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے نہیں رہتے۔

بڑھاپے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بلوغت کے بعد ہر سال دل کی خون پمپ کرنے کی صلاحیت ایک فیصدی کم ہو جاتی ہے۔ ۶۰ سال کی عمر میں دوران خون ہلکا پڑ جاتا ہے۔ ایک سانس میں جتنی ہوا یا آکسیجن پہلے اندر لے جاتے تھے اس میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ چھاتی میں لچک اور پھیلاؤ کم ہو جاتا ہے۔ اعصابی پیغامات کی رفتار بھی پہلے جیسی نہیں رہتی بلکہ سست ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب عوارض اور کمزوریاں ورزش کی وجہ سے مؤخر کی جا سکتی ہیں۔ ورزش کی وجہ سے خون کی صلاحیت اور مقدار بڑھ جاتی ہے۔ ورزش کی وجہ سے ہڈیوں پر بھی بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ کیلشیم کی مقدار کا تناسب و توازن ہڈی ٹوٹنے کے امکانات کو کم کرتا ہے۔

کینیڈا کے ایک سپیشلسٹ کا خیال ہے کہ بوڑھے لوگوں کی ورزش پوری طرح خطرہ سے خالی تو نہیں مگر اس کا علاج بھی صرف ورزش ہی ہے۔ یعنی ورزش کرتے وقت اپنی طاقت۔ عمر اور صحت کا خیال رکھا جائے اور اسی مناسبت سے ورزش کو کم یا زیادہ کیا جائے یا بعض ورزش کی بعض حرکات کو کم یا زیادہ کیا جائے۔

اس موضوع کے ایک اور ماہر ڈاکٹر ڈی ویریز نے ورزش شروع کرنے والوں کو چھ مفید مشورے دیئے ہیں۔

۱۔ ورزش شروع کرنے سے پہلے اپنے ڈاکٹر یا کسی تجربہ کار دوست سے مشورہ ضرور کریں۔

۲۔ ایک دم زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔

باقی صفحہ ۷ پر

یاد رفتگان

عزیزہ خورشید لودھی

محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ

بنت

ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب سابق مہر سنگھ

میری والدہ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب سابق مہر سنگھ اپنے والدین کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔ مختصراً ان کے حالاتِ زندگی برائے یادگار تحریر خدمت ہیں مجھے ان کے ساتھ ۱۸ سال رہنے کا موقعہ میسر آیا۔ مجھے انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا اور ان کی تربیت حاصل کرنے کا موقعہ ملا ان کے والدین نے ان کی بہت اعلیٰ تربیت کی۔ ان کی پیدائش ۱۹۰۶ء میں قادیان میں ہوئی ان کا نام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے رکھا تھا۔ آپ کو اس کی بہت خوشی تھی آپ کے والدین نے آپ کی بہترین تربیت جسکی وجہ سے نہ صرف آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں بلکہ تہجد گزار تھیں۔ امامت سے دلی وابستگی رکھتی تھیں اور مجھے ہر روز کہتیں کہ جاؤ حضور کی خدمت میں میرے لئے دعا کرنے کو کہو اور اپنی طرف سے ایک دعا کے لئے رقعہ لکھوا کر حضور کی خدمت میں پہنچا آؤ۔ عصر کی نماز سے پہلے مجھے وہاں جانے کا حکم تھا۔ تاکہ حضور کو نماز پر جاتے ہوئے دے دوں۔ اس سے ان کے دو مقاصد ہوتے تھے۔ ایک تو اپنے لئے دعا کروانا مقصد ہوتا اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ میرے دل میں امامِ وقت کی عظمت اور محبت پیدا کرنا ہوتا تھا۔ اور یہ دونوں مقاصد پورے ہو گئے۔ اس طرح میری ملاقات حضرت اماں جان سے بھی ہو جاتی۔ میں انہیں بھی دعا کے لئے کہہ دیتی۔ اور وہ بھی اکثر پوچھا کرتی تھیں۔ بشریٰ کا اب کیا حال ہے۔ تین مرتبہ آپ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور بلند آواز سے فرمایا۔ "اے بشریٰ آ تینوں کی ہو گیا۔ تو کتنی اچھی بندی سی۔ اللہ تینوں اچھا کرے" (پنجابی میں فرمایا)

حضرت صاحب نے جب ۱۹۲۲ء میں لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔ تو آپ کو اس میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا چنانچہ آپ کا نام بھی ابتدائی ۱۴ ممبرات میں شامل ہے (دیکھیں تاریخ لجنہ جلد اوّل) اور رہتی دنیا تک آپ کا نام بفضلِ تعالیٰ زندہ و تابندہ ہو گیا۔

حضرت صاحب نے جب مدرسۃ الخواتین کا اجراء فرمایا۔ تو آپ کو بھی اس میں داخل ہو کر دینی تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا۔ گویا ایک طرح سے آپ حضرت صاحب کی بھی تربیت یافتہ ہو گئیں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ حضور نے ہمیں بچوں کی تربیت کرنے کا طریقہ سکھایا ہے کہ بچوں کے سامنے کسی بھی طرح کا جھوٹ نہیں بولنا چاہیئے۔ یعنی کہ وہ دیکھو کوا آیا اور تمہاری فلاں چیز لے گیا۔ بچہ دیکھتا ہے کوئی کوا نہیں آیا۔ میری ماں نے غلط کہا ہے۔ اس طرح بچہ جھوٹ سیکھ لیتا ہے۔ نیز یہ کہ بچوں کو کسی بھی جانور سے ڈرانا نہیں چاہیئے مثلاً۔ وہ بلی آئی سو جاؤ۔ کتا کاٹے گا چپ ہو جاؤ۔ اس طرح بچہ ڈرپوک بن جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

میری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ جب ان کی عمر ۹ سال کی تھی تو حضرت صاحب نے حضرت والد صاحب (ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب) کو تین سال کے لئے جزائر انڈیمان میں بطور ہیڈ ماسٹر مع اہل و عیال بھجوایا اس طرح ہم تین بھائی اور ایک چھوٹی بہن (ڈاکٹر نذیر احمد صاحب، سردار بشیر احمد سردار بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر سعیدہ اختر) نہایت کم سنی میں ساتھ گئے اور وہیں میں نے پرائیویٹ میٹرک پاس کیا تھا۔ اسی بنا پر وہ کالے پانی والے مشہور ہوئے تھے۔ باقی تعلیم آپ کے واپس قادیان آنے پر ہو سکی۔

میرے والد صاحب جناب ماسٹر محمد حسن تاجر صاحب بسلسلہ ملازمت بمبئی میں مقیم تھے۔ لہٰذا میری والدہ کو بادلِ ناخواستہ بمبئی جانا پڑا۔ مگر چونکہ طبیعت دینی ماحول کی شیدائی اور عادی بن چکی تھی اور قادیان ہی میں رہنا پسند تھا۔ اس لئے بمبئی میں دل نہ لگا۔ لہٰذا قادیان واپس آنے پر اصرار کرتی رہیں۔ چنانچہ میرے والد صاحب نے آپ کی توجہ ہٹانے کی خاطر ایک گورنمنٹ سکول میں بطور ٹیچرس رکھوا دیا۔ وہاں آپ کی گوناگوں خوبیوں اور قابلیت کی وجہ سے آپ کو بطور ہیڈ مسٹرس کے لگا دیا گیا۔ گو آپ سکول کی سالانہ چھٹیوں میں قادیان آتی رہیں مگر قادیان کی رہائش چھٹنے پر طبیعت بوجھل رہنے لگی اس پر طرہ یہ کہ بمبئی کی مرطوب آب و ہوا نے آپ کی صحت پر بُرا اثر ڈالا۔ اور آپ کی صحت دن بدن گرتی چلی گئی۔ اگرچہ سکول کا رزلٹ بہت عمدہ ہوتا رہا۔ مگر آٹھ سال کے بعد آخر استعفیٰ دینا پڑا۔ اور قادیان آگئیں۔ مگر یہاں آکر بھی بیماری نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور ۱۹۳۴ء میں بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہو گئیں۔ پھر بعد میں فالج کی وجہ سے صاحبِ فراش ہو گئیں اور میرے لئے انتہائی صغر سنی میں والدہ کی خدمت کا موقع بن گیا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے پہلے ۴ بیٹے بھی عطا کئے تھے۔ مگر وہ سب کم عمری میں ہی وفات پا گئے تھے۔ مجھ سے چھوٹی ایک بہن تھی۔ وہ بھی پانچ سال زندہ رہ کر مختصر علالت کے بعد فوت ہو گئی۔ اور میں ان کی واحد اولاد اس دنیا میں رہ گئی اور وہ صاحبِ فراش ہوتے ہوئے بھی میری تربیت سے غافل نہ ہوئیں۔ چنانچہ اپنی لمبی بیماری کو مدِ نظر رکھتے ہوئے میری تعلیم کا ایک لائحہ عمل بنا لیا۔ اور مجھے سکول میں داخل کروا دیا اور گھر پر بھی لیٹے لیٹے ہی مجھے پڑھانے کا کام کرتیں۔ انگریزی اور حساب پڑھایا کرتیں۔ اردو درست کرنے کے لئے مجھ سے روزانہ رات کو اخبار الفضل پڑھوا کر سنا کرتیں۔ اور جملے درست کرواتیں۔ مطلب اور معنے سمجھاتیں۔ اس کے علاوہ گھر کے دیگر کام بھی سبقاً سبقاً سکھاتیں۔ یہاں تک کہ لباس کی کٹنگ اور سلائی بھی سکھاتی رہیں اور دوپٹوں کی رنگائی کا طریقہ سکھاتیں کیونکہ رنگ سے رنگ ملا کر ایک نیا رنگ تیار کرنے میں بڑی مہارت رکھتی تھیں۔ بعض اوقات بڑی حسرت سے یہ کہتیں کہ اے خدا تو نے مجھے اتنے ہنر سکھائے ہیں۔ میں کیسے اپنی بیٹی کو ان سب ہنروں کا شربت بنا کر پلا دوں۔

مجھے نماز کی اہمیت سمجھا کر نماز دل کا پابند بنایا۔ میری نمازوں کی خود نگرانی کرتیں۔ اور مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں عشاء کی نماز پڑھے بغیر لیٹ گئی تو انہوں نے مجھے سخت ڈانٹا۔ اور موسم سرما ہونے کے باوجود میرے بستر میں پانی کا گلاس پھینک دیا تاکہ میں سو نہ سکوں اور نماز پڑھ کر سوؤں۔

اور جب ۱۱ ستمبر ۱۳ رمضان المبارک ۱۹۴۳ء کو آپ کا آخری وقت آیا۔ تو ان کے آخری الفاظ یہی تھے کہ نمازیں باقاعدگی سے پڑھا کرو۔

آپ موصیہ تھیں اور امانتاً فیروز پور کے قبرستان میں دفن ہوئیں۔ بعد میں بہشتی مقبرہ ربوہ میں کتبہ لگایا گیا۔

میری والدہ نے مجھے مولوی غلام نبی صاحب مصری موصوف کے پاس قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کے لئے بھجوایا۔ اس طرح مجھے ایک رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے قرآنِ کریم کا ترجمہ یاد کرنے کا موقعہ ملا۔ نیز اس کے علاوہ سکول کی تعلیم کے بعد دینیات کلاسز میں داخلہ دلوایا۔ یہ دینیات کلاسز حضرت صاحب نے قادیان میں جاری کی تھیں۔ اس میں ۴ سال تک مجھے پڑھتے رہنے کا موقعہ ملا۔ اس طرح یہ سب تعلیم و تربیت میری پیاری والدہ صاحبہ کی وجہ سے مجھے نصیب ہوئی۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ میری والدہ کو بلند سے بلند درجات عطا کرے اور جنت عطا فرمائے۔ اور مجھے ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

بتدریج آگے بڑھیں۔

۳۔ اپنی طاقت و صلاحیت کا اندازہ رکھیں۔ اگر زیادہ تکان۔ بے خوابی یا ایسی ہی کوئی اور علامت شروع ہو جائے تو سمجھ لیں کہ آپ نے اپنے اوپر زیادہ بوجھ ڈال لیا ہے۔

۴۔ ورزش باقاعدگی سے کریں۔ کیونکہ بے قاعدگی اور وقفوں سے وہ فوائد ختم ہو سکتے ہیں جو آپ نے ہفتوں یا مہینوں کی محنت و کوشش سے حاصل کئے تھے البتہ بیماری کی صورت میں ورزش نہ کریں

۵۔ ورزش سے پہلے ہلکی پھلکی حرکات سے اپنا جسم ضرور گرم کر لیں۔ دس منٹ کی ایسی حرکات آپ کو کئی تکلیفوں اور عوارض سے بچانے کا باعث ہو سکتی ہیں۔

۶۔ ورزش کرنے کے معاً بعد نہ آرام کریں آہستہ آہستہ اپنے جسم کو آرام دینے کے بعد نیم گرم پانی سے غسل کرنا بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

تبدیلی نام

میں نے اپنے بچے کاشف کا نام تبدیل کر کے محمد بلال رکھ لیا ہے۔ آئندہ سے اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

محمد اکرم خان ربانی والد محمد بلال
۲۶/۳۱، دارالرحمت شرقی ربوہ ضلع جھنگ

پاکستان - بلغاریہ

دنیا میں امن و امان کے قیام اور اس کے استحکام کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ مختلف ممالک آپس میں تجارت کو فروغ دیں اور ایک دوسرے کے ملک میں کارخانے لگائیں تاکہ آپس کے تعلقات اتنے بہتر ہو جائیں کہ کوئی چھوٹی موٹی بات جنگ کی طرف توجہ نہ دلائے گذشتہ دنوں بلغاریہ سے ایک تجارتی مشن کے لیڈر زویٹان ہرسٹو (ZW ETANHIRSTO) نے لاہور کے چیمبر آف کامرس اور انڈسٹری کے نمائندوں سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے ملک کی حکومت سنجیدگی سے اس بات پر غور کر رہی ہے کہ پاکستان کے ساتھ اقتصادی تعلقات مزید بڑھائے جائیں اور دونوں مل کر صنعتیں لگائیں دراصل یہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ بلغاریہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ صنعت اور تجارت کو زیادہ تر نجی حلقے میں رکھا جائے مسٹر ہرسٹو نے اس بات کا بھی تذکرہ کیا کہ پاکستان کے ایک سرکاری تجارتی وفد نے بلغاریہ کا گذشتہ ستمبر میں دورہ کیا تھا اور مال کے بدلے مال کے معاہدے کی تجدید کی تھی جس کے ذریعے تجارت کی نئی راہیں کھلیں جو گذشتہ کئی سالوں سے دبی ہوئی تھیں۔ مسٹر ہرسٹو نے اس بات پر زور دیا کہ نجی حلقے کو آگے آکر اقتصادیات کے ہدف حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ان کا ملک انہوں نے کہا دوست ممالک کے نجی حلقوں سے تعلقات بڑھانے کا خواہاں ہے بلکہ ان کا موجودہ دورہ بھی اسی سلسلے میں کیا جا رہا ہے۔ وہ نجی حلقے کے صنعت کاروں اور تاجروں سے گفت و شنید کر کے تجارتی تعلقات کو مزید فروغ دینے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے ایسی مصنوعات کا بھی ذکر کیا جو جرمنی روس اور فرانس کے تعاون سے ساتھ ان کے ملک میں قائم کی گئی ہیں یہ زیادہ تر بجلی کے سامان سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہوں نے لاہور کے چیمبر کے ایک وفد کو بلغاریہ کا دورہ کرنے کی دعوت دی تاکہ وہ پاکستانی اشیاء کے لئے وہاں منڈیاں ڈھونڈ سکیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ بلغاریہ پاکستان سے زیادہ درآمدات کا خواہاں ہے تاکہ دونوں کی تجارت ایک ساتھ فروغ پائے اس وقت جہاں تک تجارتی توازن کا تعلق ہے یہ پاکستان کے حق میں ہے سال رواں میں پاکستان کی بلغاریہ کے ساتھ تجارت ۶ گنا بڑھ گئی ہے جہاں تک درآمدات کا تعلق ہے ۲۷۵ ملین روپے کی اشیاء درآمد کی گئیں۔ اور جہاں تک برآمدات کا تعلق ہے۔ ۷۸۹ ملین روپے کا مال بلغاریہ بھیجا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اس وقت اپنی تجارت کو فروغ دینے کی پوزیشن میں ہے اور وہ چاہتا بھی ہے کہ بلغاریہ کے ساتھ تجارت بھی بڑھے اور دونوں آپس میں مل کر صنعتیں بھی لگائیں اور یہ زیادہ تر نجی حلقے ہی کا کام ہے جیسا کہ مسٹر ہرسٹو نے پہلے بتایا ان کا ملک زیادہ تر نجی حلقے کی طرف توجہ دے رہا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر صنعت اور تجارت زیادہ تر نجی حلقے کے ہاتھ میں دی جائے اور وہ دوست ممالک کے ساتھ بہتر تعلقات کی بنا پر تجارت و صنعت کو فروغ دیں تو اس سے دونوں ملکوں کو باہمی فائدہ ہونے کا امکان ہے۔

بقیہ: ص ۵ سے آگے

کے لیئے آسان تر بنایا جائے۔ تلفّظ اور لہجہ وغیرہ کی پابندیاں اور نئے الفاظ کے داخلہ کی قیود عامۃ النّاس کے لیئے بھاری ہوتی ہیں۔ نتیجۃً وہ قومی رابطہ کی زبان کی بجائے علاقائی یا مادری زبان کی طرف زیادہ مائل ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح رابطہ کی بجائے بُعد میں اضافہ ہوتا ہے۔ عرصہ ہوا ٹی۔وی پر ایک بزرگ دانشور کی بات بہت دل کو لگی کہ اگر اُردو کی ترویج چاہتے ہو تو اہلِ زبان کو چاہیئے کہ فراخدلی کا مظاہرہ کریں۔ میرے ایک نہائت عزیز دوست "اکٹھا" کو "اکھٹا" بولنے پر مُصِر ہیں سند صرف یہ ہے کہ وہ جمنا پار کے علاقہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس عاجز کی رائے میں ہماری جماعت کا بنیادی ہدف چونکہ اپنی بات بطریقِ احسن دوسروں تک پہنچانا ہے ہمیں غلط العام اور غلط العوام کے جھگڑوں میں پڑے بغیر اُس تلفّظ اور لہجہ میں بات کرنی چاہیئے جو ایک علاقہ کے عوام کیلئے مانوس ہو۔

خبریں

ملکی خبریں

○ حج پر جانے والوں کے لئے آئندہ ۱۸ سال سے کم عمر بچوں کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ماضی میں اس پر پابندی عائد رہی ہے۔

○ پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سندھ میں اغوا اور ڈکیتیوں کے بڑھتے ہوئے واقعات نے حالات کو پہلے سے زیادہ خراب کر دیا ہے۔ صنعت کاروں کے ساتھ ساتھ اب سکول کے بچوں کو بھی اغوا کیا جا رہا ہے۔

○ وفاقی وزیر مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ اگر شریعت بل منظور نہ کیا گیا تو وزارت چھوڑ دوں گا

○ پولیس اس بات کی سرگرمی سے تحقیقات کر رہی ہے کہ ایرانی قونصل آقائے صادق گنجی کا قتل کسی تنظیم کی منظم کاروائی ہے یا اس کے پیچھے کوئی اور ہاتھ ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق کے صدر صدام حسین نے کہا ہے کہ وہ اقوام متحدہ کی قرارداد میں طے شدہ تاریخ ۱۵ جنوری تک اپنی فوجیں کویت سے واپس نہیں بلائیں گے انہوں نے کہا کہ جنگ کی صورت میں بہت جانی نقصان ہو گا لیکن اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم کسی بھی جارح کو شکست دیں گے انہوں نے الزام لگایا کہ صدر بش عراق کے خلاف جنگ کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں لیکن انہیں اس میں ناکامی ہو گی۔

○ برطانیہ کے وزیرِ اعظم مسٹر جان میجر اور امریکہ کے صدر بش کیمپ ڈیوڈ (امریکہ) میں خلیج کے مسئلہ پر اہم مذاکرات کر رہے ہیں مسٹر جان میجر کا وزیرِ اعظم بننے کے بعد یہ پہلا غیر ملکی دورہ ہے۔

○ امریکہ کے وزیرِ دفاع مسٹر ڈک چینی نے کہا ہے کہ عراق سے جنگ کا خطرہ قریب آگیا ہے سعودی عرب میں متعین فوجوں کے معائنہ کے دوران انہوں نے کہا کہ خلیج میں جنگ مختصر اور فیصلہ کن ہو گی۔

○ خلیج تعاون کونسل کا اجلاس قطر میں منعقد ہو رہا ہے اس میں سعودی عرب اور کویت سمیت خلیج کی تمام ریاستیں شامل ہو رہی ہیں

آئیڈیل پبلک سکول ربوہ

۳۵/۷ دارالرحمت غربی (سابقہ عمارت دفتر الفضل) ربوہ میں

داخلے جاری ہیں

نرسری تا پنجم ..... برائے طلباء و طالبات
ششم .... صرف طالبات کیلئے
پُر سکون باپردہ ماحول میں بچیوں کی تعلیم و تربیت کیلئے آپ کا اوّلین انتخاب
(ایڈمنسٹریٹر)

ڈرائیونگ سیکھئے

رابطہ کیلئے : فون نمبر ۳۰۹
شام کو بکنگ کیلئے فون نمبر ۸۰۱ (لذیذ چرغہ ہاؤس)
چوہدری منیر الرحمان
۳۵/۲ ، باب الابواب - ربوہ